السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

ماہِ جون کے شمارے میں قربانی کے احکامات اور فضائل دیئےگئے ہیں ان میں سے ایک حدیث میت کی قربانی کے حکم کے سلسلے میں لکھی ہوئی ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےاپنے بعد مجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا مشروع اور جائز ہے۔ اس حدیث کے بارے میں وضاحت درکار ہے کہ آیا یہ حدیث ضعیف تو نہیں؟ اگر ضعیف ہے تو آئندہ شمارے میں اس کی وضاحت فرمادیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مذکورہ بالا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت جو سنن ابوداؤد ۳/۱۴۹ اور ترمذی ۴/۸۴ ٤٤ پر مروی ہے انتہائی ضعیف ہے۔ اس روایت کے ضعیف ہونے کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱) امام ترمذی نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ھٰذا الحدیث غریب لا نعرفہ الاّ من حدیث شریکٍ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے شریک کے واسطے کے علاوہ کسی اور واسطے سے نہیں پہچانتے اور شریک بن عبداللہ القاضی کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی تقریب التہذیب ۱۴۵ پر فرماتے ہیں: ''سچا ہے لیکن کثرت سے غلطیاں کرتا ہے اور جب سے اسے کوفہ کا قاضی بنایا گیا اس کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔''

امام مسلم نے صرف متابعت میں اس کی روایات نقل کی ہیں ان سے احتجاج نہیں کیا۔

۱) اس روایت کی سند میں دوسری خرابی یہ ہے کہ شریک ابوالحسناء سے روایت کرتا ہے اور یہ مجہول راوی ہے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی تقریب ٤٠١ پر رقم طراز ہیں کہ:

۲) تیسری خرابی یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا والا حنش ہے جو ابوالمعمر الکنانی ہے۔ یہ راوی بھی متکل فیہ ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے تقریب ۴۰۱ پر لکھا ہے کہ: ''سچا ہے لیکن اس کی روایات میں وہم ہوتا ہے اور مرسل روایات بیان کرتا ہے۔''

۳) تیسری خرابی یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا والا حنش ہے جو ابوالمعمر الکنانی ہے۔ یہ راوی بھی متکلم فیہ ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے تقریب ۸۵ پر لکھا ہے کہ: "صدوق لہ ظلوہام ویرسل'' سچا ہے لیکن اس کی روایات میں وہم ہوتا ہے اور مرسل روایات بیان کرتا ہے۔''

امام ابنِ حبان فرماتے ہیں کہ یہ کثیر الوہم ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بعض روایات نقل کرنے میں منفرد ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔''

امام ابنِ حبان فرماتے ہیں کہ یہ کثیر الوہم ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بعض روایات نقل کرنے میں منفرد ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔ (عون المعبود مع ابوداؤد ۳/۸۱)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں۔

نوٹ: اس کے علاوہ اسی مضمون کی ایک روایت ((عن یزید بن أرقم قال قلنا یا رسول اللہ ماہذہ الأضاحی قال سنۃ أبیکم إبراہیم.)) (ابن ماجہ (۳۱۲۸) ۲/۱۰۴۵ بھی انتہائی ضعیف ہے بلکہ موضوع ہے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱) اس کی سند میں عائذاللہ المجاشعی ہے جس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''لایصح حدیثہ" اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔'' امام ابوحاتم نے کہا: (ھو متروک الحدیث) (تنقیح الرواۃ ۱/۲۸۰) حافظ ان حجر عسقلانی نے فرمایا: ضعیف (تقریب: ۱۶۲)

۲) دوسرا راوی نفیع بن الحارث ابوداؤد میں ہے۔ اس کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: ھو متروک (تنقیح الرواۃ ۱/۲۸۰) امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں فرمایا: ھو متروک واتّھم بوضع الحدیث حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے فرمایا: متروک وقد کذّبہ ابن معینٍ (تقریب ۳۵۹) معلوم ہوا کہ نفیع بن الحارث متروک الحدیث اور جھوٹا راوی ہے۔

۳) اس کے علاوہ سلام بن مسکین عائذاللہ سے روایت کرنے میں بھی منفرد بھی ہے۔ (تنقیح الرواۃ ۱/۲۸۰)

یہ مضمون نگار کی غفلت و تساہل کا تیجہ ہے کہ اس نے تحقیق نہیں کی۔ اور مجلّہ الدعوۃ میں روایت طبع ہونے پر ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں، اُمید ہے کہ قارئین ہماری اس لغزش کو معاف کردیں گے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[آپ کے مسائل اور ان کا حل](#)

ج1

محدث فتویٰ